آتَیْنَاہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا

چون حسب دلالت آیہ فضل علم باطن ثابت بالکتاب ست و باتفاق محققین مثنوی معنوی
از کتب مقبولہ درین باب ست و دیباچہ گویا ازان لب لباب ست لہذا شرح و ترجمۂ او درویش مسمّی بہ

رُونمای مثنوی نثر

(یعنی دیباچۂ کلید مثنوی مع

رُونمای مثنوی نظم

بنا برانکہ دیباچہ غیر شرح چون وجہ محجوبی نفاسات و استتار معانیش چون ادنا جلباب ست و شرح او کاشف
حجابات از رخسارات کلک جواہر سلک حضرت اقدس سیدنا و مرشدنا مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی متع فیوضہم
بخواہش خاکسار محمد انعام اللہ مدرس عربی جامع العلوم کانپور ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۰ھ

در مطبع انتظامی کانپور بزیور طبع آراستہ و پیراستہ گردیدہ مقبول خاص و عام شد

فہرست کتب دیگر کل مطابع کی کتابیں عمدہ اور حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب کی کل تصانیف مجمع عام روانہ ہو سکتی ہیں الراقم محمد انعام اللہ ساکن کانپور

دیباجۂ کلیدِ مثنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ عرض ہے کہ آجکل اکثر طبقات کے لوگونکو مثنوی مولانا رومی علیہ الرحمۃ سے ایک خاص دلچسپی ہے مگر ناواقفی فن کیوجہ سے اوسکے مضامین سمجھنے مین اکثر غلطیان کرتے ہین اور چونکہ اوسکے حواشی و شروح اکثر یا تو طویل زیادہ ہین یا دقیق ہین اور بعضے اصل مطلب سے دور ہین یا اصول شرعیہ سے گذرے ہوے ہین اس سبب وہ اونکے رفع ضرورت کے واسطے کافی نہین سمجھی جاسکتی اسلیے اسکی حاجت معلوم ہوئی کہ مثنوی موصوف کی ایک مختصر شرح اُردو زبان مین لکھدی جاوے جسمین اصل مطلب یا جس مسئلہ پر اصل مطلب موقوف ہو بلیس تقریر مین پورا آجاوے اور الحاد و زندقہ یا حشو و زوائد آنے نہ پاوے اب بنام خداے برتر اوسکو شروع کرتا ہون اور کلید مثنوی نام رکھتا ہون وہو الموفق والمعین فی کلِّ امرٍ و فی کُلِّ حین۔

بشنو از نے چون حکایت میکند		وز جدائیہا شکایت میکند

یہ سوال تو نہایت ہی بیکار ہے کہ شروع مین حمد و نعت کیون نہین لکھی کیونکہ ان چیزونسے ابتدا کرنا کچھ لکھنے مین منحصر نہین ہے بلکہ زبان سے کہہ لینا کافی ہے جسطرح کھانے پینے کے قبل زبان سے بسم اللہ کہی جاتی ہے کوئی لکھتا لکھاتا نہین اب شعر کا مطلب سُنیے۔ نے سے مراد روح انسانی ہے کہ عالم ارواح (ملکوت) مین محبت و معرفت حق مین مشغول و مستغرق تھی عالم اجسام (ناسوت) کے ساتھ متعلق ہونیسے صفات جسمانیہ شہوت و غضب کا اوسپر غلبہ ہوا اور اسوجہ سے صفات روحانی یعنی محبت و معرفت وغیرہا مین کمی شروع ہوئی اسمین اگر جذبۂ غیبی یا کسی کامل کی صحبت یا دفاتر عشق و اہل عشق کے مطالعہ سے متنبہ ہوا اور دلائل یا ذوق سے اپنی اصلی حالت اور اصلی صفات یاد آگئین تو اوسکے فوت یا مغلوب ہونے پر افسوس ہوتا ہے تو اسوقت بزبان قال یا زبان حال سے اوس تاسف کو ظاہر کرتا ہے حکایت سے یہی مراد ہے اور اس افسوس و غم پر آہ و نالہ ہی کے سبب اوسکو نے سے تشبیہ دیگئی اور چونکہ صفات حمیدہ

روح کی بہت سی ہین محبت و معرفت و ذکر دائم اور سب مین کمی پاتا ہی اسلیے ایک ایک کو سوچکر پریشان ہوتا ہے کہ ان سب سے جدائی ہو گئی اسلیے فرماتے ہین کہ کئی جدائیون کی شکایت کرتا ہے۔

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

جب نے کو روح سے تشبیہ دیگئی تو عالم ارواح کو نیستان کہنا زیبا ہوگا خلاصہ یہ کہ مجھکو عالم ارواح سے جدا کر دیا گیا ہی اور ناسوت مین اگر وہ صفات مجھسے جدا ہو گئے ہین تو اسدرجہ شور و شیون مین مبتلا ہون کہ سننے دیکھنے والونکا کلیجہ پھٹا جاتا ہے مرد و زن سے مراد یہی ابنای زمان ہین۔ قاعدہ ہے کہ سچّے دردمند کا اثر دوسرون پر ضرور پڑتا ہے اسلیے اورون کا دردناک ہونا جائے تعجب نہین۔

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق	تا بگویم شرح دردِ اشتیاق

ہر چند دردمند کے درد سے اکثر لوگ متاثر ہوتے ہین مگر بعض نہایت سنگدل ایسی حالت دیکھکر گداختہ نہین ہوتے بلکہ خود اوس دردمند کو فریبی اور ریاکار سمجھتے ہین نے کی طرف سے اونکو جواب دیا جاتا ہے کہ تم جو میرے حال کے منکر ہوا وسکی وجہ یہ ہے کہ تم کسی کے درد فراق مین مبتلا نہین ہوئے اور اس غم کا مزا نہین چکھا اور غم فراق کے سمجھنے کے لیے ایسا سینہ چاہیے جو خود کسی کے فراق سے پارہ پارہ ہوا وسوقت البتہ اپنا دردِ اشتیاق کھولون تب اوسکی سمجھ مین آوے اس تقریر مین تو سینے سے مراد دوسرے شخص کا سینہ ہوا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنا ہی سینہ مراد ہو مطلب یہ ہوگا کہ میرے آہ و نالہ و فریاد و بکا سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ مین اس درد و غم سے نفور یا تنگدل ہون ہرگز نہین بلکہ میری تو یہ آرزو ہے کہ درد فراق سے اور بھی میرا جگر پاش پاش ہو جاوے تا کہ اور بھی درد اشتیاق کا اظہار کرون قاعدہ ہے کہ عاشق کو خود اس درد عشق مین ایک خاص لذت ہوتی ہے کہ وہ اوسکا زوال نہین چاہتا کذا قال مرشدی ؒ

ہر کسے کو دُور ماند از اصلِ خویش	باز جوید روزگارِ وصلِ خویش

مطلب اس شعر کا ظاہر ہے یعنی اسمین نے کی حکایت و شکایت کا سبب مذکور ہے کہ ہر شخص کا قاعدہ ہے کہ جب اپنی اصل سے جدا ہوتا ہے تو اوس زمانہ وصال کا جویا ہوتا ہی مین بھی چونکہ عالم ارواح سے جدا ہو گئی جس سے وہ میرے صفات ضائع ہو گئے ہین اوسی باغ و بہار کی پھر طالب ہون۔

من بہر جمعیتے نالان شدم	جفتِ خوش حالان و بدحالان شدم
ہر کسے از ظنِّ خود شد یارِ من	وز درونِ من نجست اسرارِ من

عاشق و طالب کے درد کا اثر دوسرون پر پڑتا ہے مگر اکثر لوگ اجمالاً اتنا سمجھ سکتے ہین کہ اسپر کوئی صدمہ یا مصیبت ہے اگر کچھ تفصیل سمجھے بھی تو یہ سمجھے کہ اپنی حالت پر قیاس کر لیا کہ جس قسم کی مصیبت و بلا مین ہم مبتلا ہین ایسا ہی یہ بھی ہوگا یا تو اسکی بیوی مر گئی ہوگی یا کوئی بیماری ہوگی یا افلاس سے عاجز آگیا ہے یا کسی بازاری عورت نے بیوفائی کی ہے

لیکن جو اسکے دل کو لگ رہی ہے اوسکی کس کو خبر ہے اسلیے وہ نے کہتی ہے کہ میرا آہ و نالہ کسی پر مخفی نہیں ہا بھلے بُرے سب سے سابقہ رہا اور مجھکو مصیبت زدہ بھی سمجھا اور اپنے اپنے گمان کے موافق میری ہمدردی بھی کی مگر میرے درد کی حقیقت کہ طلب قرب الٰہی تھی کسی نے نہ سمجھی۔

سِرّ من از نالۂ من دور نیست		لیک چشم و گوش را آن نور نیست

یعنی میری حقیقت درد کی آہ و نالہ ہی سے مفہوم ہو سکتی تھی مگر چونکہ وہ امر ذوقی ہے جب تک کہ کسی کو ذوق حاصل نہو اوسکو نہیں سمجھ سکتا محض حواس ظاہری یا عقل معاش اوسکے ادراک کے لیے کافی نہیں اور انکو اوسکی ادراک کی قابلیت نہیں نور سے مراد یہی قابلیت ادراک ہے اور کُل امور ذوقی کی یہی حالت ہے بھوک کو وہی سمجھے جسکو بھوک لگی ہو ورنہ تمام جہان کے برابر بھی عقل ہو تو کیا۔ اُسکے ادراک سے قاصر ہے۔

تن زجان و جان زتن مستور نیست		لیک کس را دید جان دستور نیست

یہ اوپر کے مضمون کی مثال ہے کہ دیکھو جسم و روح مین کمال قرب ہے مگر باوجود اسکے روح کو دیکھنا خلاف عادت ہے سو قریب ہونے سے ادراک ہو جانا ضروری نہیں جب تک کہ قوۃ مدرکہ مین اوسکے ادراک کی قابلیت بھی نہو۔ اسی طرح میرے درد کو باوجود دلیل قائم ہونے کے ادراک نہ کر سکنا محل تعجب نہیں۔

آتش ست این بانگ نای و نیست باد		ہر کہ این آتش ندارد نیست باد

اسمین نالہ نے یعنی طالب حق کی تاثیر کا بیان ہے کہ یہ آتش ہے کہ دوسرونکو بھی سوختہ افروختہ کر دیتی ہے جیسا مشاہدہ ہے کہ عاشق حقیقی کی صحبت سے دوسرون مین بھی اشتعال و ہیجان پیدا ہو جاتا ہے مثل باد کے بے اثر نہین آگے اس عشق کا دولت عظمیٰ ہونا اسطرح بتلاتے ہین کہ جسکو یہ عشق نصیب نہو اوسکو بد دعا دیتے ہین کہ اوسکا تو نیست و نابود ہونا ہی اچھا ہے وہ زندگی کیا جسکے ساتھ طلب نہو ایسے جینے سے تو مرنا بہتر ہے یا اوسکو دعا دیتے ہین کہ جسکو یہ میسّر نہوا ہو اوسکو میسّر ہو جاوے اور اسکے اثر سے اوسکو بیخودی و فنا نصیب ہو جاوے لہٰذا قال مرشدی رحمہ اللہ تعالےٰ۔

آتش عشق ست کاندر نے فتاد		جوشش عشق ست کاندر مے فتاد

نے سے مراد وہی طالب ہے جہ تشبیہ وہی آہ و نالہ اور مے سے مراد مطلوب بمناسبت اسکے کہ طالبونکو بیخود کر دیتا ہے سو اس شعر مین شان عشق و محبت کا بیان ہے کہ یہ محبت ہی ایسی چیز ہے کہ محب کی صفت بھی ہے اور محبوب کی صفت بھی ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اگرچہ دونون صفتونمین زمین آسمانکا بہت فرق ہے چہ نسبت خاک را با عالم پاک ٭ مگر مشارکت اسمی کیا کم نعمت ہے بلبل ہمین کہ قافیۂ گل شود بس ست بخلاف اور اکثر صفات کے کہ یا صرف عبد کی ہین یا معبود کی اور اوس وصف کونے کی مناسبت سے آتش

کہدیا اور مے کی مناسبت سے جوشش سے تعبیر کردیا یہ لفظی شاعرانہ رعایت ہے۔

نے حریفِ ہر کہ از یارے برید	پردہایش پردہائے ما درید

حریف ہم پیشہ کو کہتے ہین ہم پیشہ کبھی دوست ہوتا ہے کبھی دشمن اسلیے حریف کا اطلاق دونون معنی پر آتا ہے یہان مراد دوست ہے اس شعر مین اوس اوپر والے مضمون کا اعادہ ہے لیک چشم و گوش را آن نور نیست مطلب یہ ہے کہ جسکو کسی محبوب سے قطع و فراق پیش آیا ہو اوس سے نے کو البتہ مجانست و مناسبت ہے وہ اوسکی درد و غم کی حقیقت سمجھ سکتا ہے اب مولانا اپنی نسبت فرماتے ہین کہ ہم بھی چونکہ گرفتار فراق ہین اوسکے نالہاے زار سے ہمکو البتہ یہ اثر ہوا کہ ہماری غفلت اور سستی طلب کے پردے اوٹھ گئے اور طلب مین سرگرم ہوگئے نے کے سوراخ جنمین سے آواز نکلتی ہے وہ پردے کہلاتے ہین یہان مراد نالہ ہے مجازاً اور دونون جگہ لفظ پردہ لانے مین شاعری رعایت ہے۔

ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید	ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید

اوپر جو نالہ نے کا اثر بیان فرمایا ہے کہ اوس سے غفلت و اوٹھ جاتی ہے اور گرمی طلب پیدا ہوتی ہے اور یہ رفع غفلت جسکے لیے تقلیل شہوات لازم ہے نفس کو ناگوار اور روح کو غذاے خوشگوار ہے اسلیے ارشاد فرماتے ہین کہ نے کے برابر نہ کوئی زہر ہے یعنی نفس کے حق مین اور نہ کوئی تریاق ہے یعنی روح کے حق مین اور جب دوسری روح کو اوسکے اثر سے یہ خوشگواری نصیب ہوتی ہے تو خود اوسکی گوارائی و لذت کی کیا حد ہے اسلیے وہ گو واصل کیون نہو جاوے اور زیادہ میدانِ طلب مین شتابان ہوتی ہے اسی قرب و وصال کو دمسازی بمعنی موافقت اور اوس زیادتی طلب کو مشتاقی سے تعبیر کیا ہے یعنی عین وصل مین بھی اسکو صبر و سکون نہین سعدیؒ فرماتے ہین ؎ دلارام در بر دلارام جوے * لب از تشنگی خشک و بر طرف جوے * نگویم کہ بر آب قادر نیند * کہ بر ساحلِ نیل مستسقی اند *۔

نے حدیثِ راہِ پر خون میکند	قصہاے عشق مجنون میکند

راہ پر خون سے مراد طریق عشق ہے چونکہ عشق سے آنکھین خون فشان ہوتی ہین اسلیے اوسکو پر خون کہا اور مجنون سے مراد مطلق عشاق مطلب ظاہر ہے کہ یہ نے یعنی عاشق صادق اپنے درد و نالہ مین طریق عشق کی باتین اور عشاق کے قصے بیان کرتی ہے۔

محرمِ این ہوش جز بیہوش نیست	مر زبان را مشتری چون گوش نیست

یعنی ہر چند کہ نے کا قصہ اوسکی حالت سے بہت ظاہر ہے مگر اس قصۂ عشق کو کہ واقع مین حقیقی ہوش و عقل وہی جس سے مقصود حقیقی کی معرفت میسر ہوتی ہے وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو ماسوی اللہ سے بیہوش یعنی بے التفات

ہوگیا ہو دوسرا نہین سمجھ سکتا کیونکہ عالم و معلوم مین مناسبت شرط ہے دیکھو زبان سے جو کلمات نکلتے ہین کان تو ادراک کرتا ہے گویا وہی اوسکا مشتری یعنی خریدار ہے کیونکہ اوسکو اوس سے مناسبت ہے اور دوسرے حواس چونکہ صوت سے مناسبت نہین رکھتے وہ اوسکے ادراک سے قاصر ہین۔

گر نبودی نالۂ نے را ثمر | نے جہان را پُر نکردی از شکر

اس شعر مین بیان ہے نالۂ نے کے فوائد کا یعنی نالۂ نے سے چونکہ طلب پیدا ہوتی ہے اور بحکم جوئندہ یابندہ طلب سے معرفت پیدا ہوتی ہے جو ثمرہ ہے طلب کا اس سے ثابت ہوا کہ نالۂ نے بے ثمر اور بے نتیجہ نہین بلکہ اوس سے ثمرۂ معرفت پیدا ہوتا ہے اب اس پر دلیل قائم کرتے ہین کہ اگر اس سے معرفت حاصل نہ ہوتی تو دنیا مین ہزارون عارف بھرے ہوے پڑے ہین یہ کہان سے آتے یہ اسی نالۂ نے و گفتار عشق کی بدولت ہے شکر سے مراد معرفت ہے اور نے اور شکر لانے مین جو کلام کی لطافت ہے ظاہر ہے۔

در غمِ ما روزہا بیگاہ شد | روزہا با سوزہا ہمراہ شد

طالبِ صادق باوجود واصل ہونیکے کبھی سیر نہین ہوتا اور ہمیشہ طالبِ ترقی کا رہتا ہے اگلے مقامات کو دیکھ دیکھ کر اپنی حالت کو پست سمجھتا ہے اپنی عمر گذشتہ کو ضائع و تلف شدہ سمجھتا ہے اسلیے تاسف کرتا ہے کہ اپنے غم مین بہت سے ایام عمر بیکار ہی گئے اور تمام ایام اس سوز و گداز ہی مین صرف ہوے اور کچھ حاصل نہوا گویا اس شعر کا مضمون اوس شعر کے مضمون سے ملتا جلتا ہے ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید+

روزہا گر رفت گو رَو باک نیست | تو بمان اے آنکہ چون تو پاک نیست

اسمین ایک گونہ مضمونِ اول سے اعراض ہے یعنی ایام تلف ہونے پر حسرت نکرنا چاہیے اگر گئے بلا سے گئے عشق جو اصلی دولت ہے اور سب خرابیون سے پاک و صاف ہے اوسکا رہنا کافی ہے پس شعر سابق مین اصلاح عُجب کی ہے کہ اپنی حالت کو پست قرار دیا اور اس شعر مین ناشکری کا علاج ہے کہ انکار نعمت نہونے پاوے

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد | ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد

اوپر کے اشعار مین اون لوگونکا بیان تھا جو مشاہدۂ تجلیات و نزول واردات سے کبھی سیر نہین ہوتے اور تشنہ کُشادہ دہن ہی رہتے ہین ایسے لوگ اصطلاح مین ماہی کہلاتے ہین کہ اوسکو کبھی پانی سے سیرابی نہین ہوتی اب دو قسم کے لوگونکا اور بیان کرتے ہین ایک وہ جنکو کچھ حاصل ہوا اور وہ اوسپر قانع ہوگئے وہ جز ماہی کہلاتے ہین ایک وہ جنکو کچھ حاصل ہی نہین ہوا اونکو بے روزی کہا کہ اونکی عمر ہی ضائع ہوگئی دیر بمعنی باطل مقصود اس شعر سے ترغیب دینا ہے کہ راہِ عشق مین توقف نہ چاہیے۔

در نیابد حالِ پختہ ہیچ خام | پس سخن کوتاہ باید والسلام

اوپر کے اشعار مین تین قسم کے لوگونکا بیان ہوا ہے کامل جسکو ماہی کہنا چاہیے ناقص جسکو جز ماہی کہا گیا ہے۔ محجوب جسکو بے روزی کہا ہے سو جیسا محجوب اصل کی حالت کو نہین سمجھ سکتا اسی طرح ناقص کامل کی حالت کو نہین سمجھ سکتا کیونکہ حالات امور ذوقیہ ہین دلائل یا قیاس سے ادراک ممکن نہین اسلیے آثار وثمرات کمال عشق کے جو اوپر سے بیان ہوتے چلے آتے ہین اونکو ختم کرتے ہین کہ جب خام پختہ کے حال کو سمجھ نہین سکتا تو تطویل کلام سے کیا فائدہ ۔ والسلام یہ کلمہ ختم کا ہے ۔ یا اسکے معنی یہ ہین والسلامۃ فی السکوت یعنی سلامتی اسی مین ہے کہ ان مضامین سے سکوت کیا جاوے کیونکہ اظہار اسرار مین اندیشہ غلط فہمی جہال کا ہے کذا قال مرشدی۔

بند بگسل باش آزاد اے پسر	چند باشی بند سیم و بند زر

اوپر جو فرمایا ہے کہ خام پختہ کے حال کو نہین سمجھ سکتا اسلیے اظہار اسرار بیکار ہے اس سے طالبان اسرار کو ایک قسم کا اشتیاق پیدا ہوا اور اوسکا سمجھنا موقوف تھا پختہ ہونے پر اسلیے سوال پیدا ہوا کہ اچھا پھر اگر کوئی خام پختہ ہونا چاہے تو اوسکا کیا طریق ہے اسکا جواب ارشاد ہوتا ہے کہ تعلقات قطع کرو اور اموال و زر کی قید سے رہائی حاصل کرو کیونکہ یہ تعلقات حق تعالی سے غافل کر رہے ہین اور اونکے تعلق کو نہین بڑھنے دیتے جب یہ کم ہونگے وہ قوی ہونگے بندہ شدہ کمال اور پختگی حاصل ہوگی ف یاد رکھنا چاہیے کہ ماسوی اللہ سے تین قسم کے تعلقات ہین تعلق محمود جسکا شریعت نے امر فرمایا ہے وہ تو عین تعلق بحق ہے اسکا قطع ناجائز ہے ۔ تعلق مذموم جس سے شرع نے نہی فرمائی ہے اوسکا قطع واجب ہے تعلق مباح جو نہ طاعت ہے نہ معصیت اوسمین قطع کی ضرورت نہین البتہ تقلیل اور انہماک نہ کرنا ضروری ہے پس جہان قطع تعلق کی تعلیم ہے مراد تعلق محمود نہین بلکہ مذموم و مباح ہے مگر مذموم بطور ترک کے اور مباح بطور تقلیل کے ۔

گر بریزی بحر را در کوزۂ	چند گنجد قسمتِ یکروزۂ
کوزۂ چشم حریصان پُر نشد	تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد

ان اشعار مین حرص کی مذمت اور اوسکا بکار آمد نمونہ بیان فرماتے ہین تاکہ قطع تعلق سہل ہو جاوے یعنی اگر تمام سمندر کو ایک کوزے مین ڈالا جاوے تو اوسمین کتنا پانی آویگا صرف ایک دن کے خرچ کے لائق یعنی ظرف سے زیادہ سماویگا گو پانی زیادہ ہے تو کیا ہوا اسیطرح قسمت ایک ظرف ہے خواہ مال و متاع کتنا ہی زیادہ ہو مگر حصول اوسی قدر ہوگا جسقدر قسمت مین گنجائش ہے اور یون حریصونکی نیت کبھی بھرتی نہین آگے قناعت کی مدح ہے کہ جسطرح صدف قناعت کی بدولت پُر گوہر ہو جاتی ہے اوسی طرح اگر تم قناعت اختیار کرو تو مثل گوہر کے نور و بہا حاصل ہو کذا قال مرشدی۔

ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد	او ز حرص و عیب کلی پاک شد

ف یعنی اسرار

ف یعنی قطع تعلق ان امور کا

اقسام علاج اخلاق ذمیمہ

عیب مین اضافت نہین ہے اور کلی عیب کی صفت نہین ہے بلکہ پاکی کی تاکید ہے۔ اس شعر مین طریق قطع تعلقات ماسوی و زوال حرص دنیا کا بتلانا منظور ہے کہ اسکا حصول بذریعۂ عشق کے بہت سہولت سے ممکن ہے اوسکے بدولت آدمی حرص اور جمیع نقائص اور اخلاق ذمیمہ سے بالکل پاک ہو جاتا ہے **ف** اخلاق ذمیمہ کے دو علاج ہین ایک جزئی یعنی خاص وہ یہ ہے کہ ہر ہر خلق کا جُدا جُدا علاج کیا جاوے جیسا احیاء العلوم وغیرہ مین لکھا ہے اسکو طریق سلوک کہتے ہین دوسرا کلی یعنی عام وہ یہ کہ ذکر و شغل سے یا جسطرح شیخ کامل تجویز کرے حق سبحانہ و تعالی کی محبت قلب مین پیدا کی جاوے جب اوسکا غلبہ ہو گا اپنی ہستی و خودی مضمحل ہونا شروع ہوگی اور سب اخلاق ذمیمہ کہ اس خودی و دعوئ ہستی سے پیدا ہوتے ہین زائل ہو جاوین گے اسکو طریق جذب کہتے ہین اور طریق اول گو بے خطر ہے مگر طویل ہے اور طریق ثانی گو خطرناک ہے مگر قریب ہے اور ہر شیخ کا مذاق مختلف ہوتا ہے مولانا پر چونکہ مذاق ثانی غالب ہے اسلیے اوسکی تعلیم فرماتے ہین اور اوسکی طرف رغبت دلاتے ہین اور اوسکی مدح کرتے ہین۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما	ای طبیب جملہ علتہاے ما
ای دوائے نخوت و ناموس ما	ای تو افلاطون و جالینوس ما

ان اشعار مین عشق کی مدح مقصود ہے مجازاً اوسکو مخاطب قرار دیدیا کہ تو ایسا ہے کہ تیرے بدولت خیالات درست ہو جاتے ہین (سودا خیال کو کہتے ہین) تجھسے سب امراض کا علاج ہو جاتا ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا ہی تجھسے نخوت و ناموس کا دفعیہ ہوتا ہی۔ عشق کو اس عارونگ کے دفع کرنیمین بہ نسبت دوسرے اخلاق ذمیمہ کے ایک خاص خصوصیت ہے کیونکہ عشق کے لیے ذلت لازم ہے اور ذلت اور ناموس جمع نہین ہوتے ایک کے غلبہ سے دوسرا جاتا رہتا ہی۔

جسم خاک از عشق بر افلاک شد	کوہ در رقص آمد و چالاک شد
عشق جان طور آمد عاشقا	طور مست و خر موسیٰ صعقا

جسم خاکی سے مراد جسد مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور افلاک پر جانے سے مراد معراج ہے کوہ کا رقص مین آنا اشارہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصۂ خواہش دیدار الٰہی کی طرف جیسا دوسرے شعر مین تصریح فرمادی ہے یعنی آپکا معراج مین تشریف لیجانا بدولت عشق کے ہوا کیونکہ آپ محبوب تھے اور محبوب کو قرب و عروج عطا ہوتا ہی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصۂ دیدار بدولت عشق ہی کے ہوا کیونکہ اس واقعہ مین آپ محب تھے۔ محبت کی وجہ سے آپنے دیدار کی درخواست کی اور اوس سے تجلی ہوئی کہ پہاڑ حرکت مین آگیا جسکو مستی سے تعبیر کیا ہے مجازاً اور موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوکر گر گئے غرض ایک اثر محبوبیت کا تھا دوسرا محبت کا اسمین بھی عشق کی مدح کرنا مقصود ہے۔

رفع اشتباہ متعلقہ دیدار الٰہی در دنیا

ف حکایت موسویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعض لوگون کو یہ شبہ ہوجاتا ہے کہ دنیا مین اللہ تعالیٰ کا دیدار واقع ہوسکتا ہے کیونکہ قرآن شریف مین فلما تجلّی ربّہٗ صاف مذکور ہے جسکے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے تجلی فرمائی یہی دیدار اور رؤیت ہے مگر یہ بڑی غلطی ہے دیدار اور رؤیت کے معنی ہین دیکھنا یہ فعل موسیٰ علیہ السلام کا ہے اسکی نفی قرآن مین صاف موجود ہے لن ترانی یعنی تو مجکو ہرگز نہین دیکھ سکتا یعنی اس حیات دنیوی مین اور تجلی کے معنی ہین کھل جانا۔ ظاہر ہوجانا۔ یہ فعل حق سبحانہٗ تعالیٰ کا ہے اسکا اثبات قرآن مین کیا گیا ہے سو ان دونون مین بڑا فرق ہوا ایک کے اثبات سے دوسرے کا اثبات لازم نہین آتا ورنہ قرآن مجید مین نعوذ باللہ تعارض ہوگا حاصل آیت کا یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو ظاہر ہوئے اور حجابات اوٹھا دیے مگر موسیٰ علیہ السلام دیکھ نہ سکے اور بیہوش ہوگئے خوب سمجھ لو۔

بالبِ دمسازِ خود گر جفتمے	ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے

اوپر کے اشعار مین شان وشوکتِ عشق کا بیان ہورہا تھا مقتضا مقام کا یہ تھا کہ عشق کے آثار و اسرار کو خوب بیان کرین مگر چونکہ اوسکے آثار تو کل کے کل امور ذوقیہ ہین کہ بدون حصول عشق کے مفہوم نہین ہوسکتے اور اسرار علاوہ ذوقی ہونے کے بعضے دقیق و عمیق بھی ہین کہ اونکے اظہار مین خوف غلط فہمی والحاد و زندقہ کا بھی ہے اسلیے اوس مضمون کو ترک کرکے عذر فرماتے ہین کہ اگر میرا کوئی مخاطب صحیح ہوتا تو اوسوقت اسرار عشق کو مین بھی مثل عشاق کے عیان بیان کرتا۔

ہر کہ او از ہمزبانے شد جُدا	بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا

اس شعر مین قاعدہ کلیہ بیان فرماتے ہین جو بطور علت مضمون بالا کے ہے کہ جو اپنے ہمزبان سے جدا ہوجاتا ہے گو اوسکے پاس کتنا ہی سامان علم و تحقیق کا ہو مگر بے سامان ہوجاتا ہے کہ کچھ ما فی الضمیر اظہار ہی نہین کرسکتا۔

چونکہ گُل رفت و گلستان در گذشت	نشنوی زین پس زبلبل سرگذشت

اسمین مثال ہے مضمونِ بالائی کہ دیکھو جب موسم گل کا نکل جاتا ہے۔ اور گلستان خزاں سے ویران ہوجاتا ہے تو پھر بلبل کے چہچہے سُننے مین نہین آتے کیونکہ اوسکے ترانہ کا جاذب گل تھا وہ نہ رہا اسی طرح مخاطب صحیح جاذب مضامین کا ہوتا ہے جب وہ نہ ہو تو سکوت ہی کیا جاتا ہے۔

سرِ پنہانست اندر زیر و بم	فاش اگر گویم جہان برہم زنم
آنچہ نے میگوید اندرین دو باب	گر بگویم من جہان گردد خراب

زیر باریک آواز کو کہتے ہین اور بم بلند آواز کو اور دو باب بھی اسی کو کہا ہے مراد اس سے مضامین لگا رنگ

مختلف ہین مطلب یہ کہ عشاق اپنے کلمات عشقیہ مین جو کچھ اجمالاً کہہ رہے ہین اوسکے راز اور حقیقت کو اگر ظاہر اور مفصل کرکے کہدون تو عالم تباہ ہو جاوے وہ راز وحدۃ الوجود کا ہے کہ کلام عشاق کا تمام تر حاصل وہی ہے کہ ماسوی اللہ تعالیٰ کا وجود کالعدم ہے اور موجود حقیقی وہی ایک محبوب اعظم ہے سو گویہ امر واقع مین خلاف شریعت نہین جیسا انشاء اللہ تعالیٰ قریب واضح ہوا جاتا ہے مگر چونکہ وہ امر ذوقی وحالی ہے اکثر اوقات الفاظ وعبارات اوسکے ادا اور بیان سے قاصر رہتے ہین اکثر عوام اوس سے غلطی مین پڑجاتے ہین اور سب اشیاء کو اوہام وخیالات سمجھکر حلال وحرام مین امتیاز اوٹھا دیتے ہین اور شریعت کے احکام کو چھوڑ دیتے ہین اور نظام تمام عالم کا شرع ہے سو اوسکے چھوڑنے مین لابد عالم مین تباہی آویگی۔ عالم انسان مین تو بوجہ ترک احکام کے اور دوسری مخلوقات مین اسلیے کہ سب کچھ انسان کے لیے پیدا ہوا ہے جب انسان نہ رہا تو دوسری مخلوقات باقی رہکر کیا ہونگی کما قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ۔

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ	زندہ معشوق ست و عاشق مردۂ

ہر چند اوپر کے اشعار مین راز عشق کو کہ مسئلہ توحید وجودی ہے پوشیدہ کر گئے مگر وہ اخفا عوام کے لیے تھا جو اوسکی حقیقت کو نہین سمجھ سکتے اور گمراہی وضلالت مین مبتلا ہوتے ہین اس شعر مین خواص کے لیے قدرے اوس راز کی طرف اشارہ کر دیا ہے سو یہ احقر اوسکو لائق فہم عوام کے بیان کرتا ہے مصرعۂ اول مین اوس مسئلہ کا دعویٰ ہے مصرعۂ ثانی مین اوسکی تفسیر ہے پس جملہ معشوق ست ہم معنی ہمہ اوست کا ہے جو اس مسئلہ کا مشہور عنوان ہے عاشق سے مراد کل ممکنات کہ مسخر قدرت خدا وندی ہین پردہ سے مراد موجود ظاہری جو حجاب وساتر ہے موجود حقیقی کا تشبیہاً اوسکو پردہ کہدیا کہ وہ بھی ساتر ہوتا ہے اور خود ظاہر نظر آتا ہے اور پردہ دار نظر نہین آتا پس پردے کے معنی موجود ظاہری ہوئے خلاصہ دعوے کا یہ ہوا کہ ممکنات تو صرف موجود ظاہری ہین اور حقیقت مین کوئی موجود حقیقی یعنی موصوف بہ کمال ہستی نہین بجز ذات حق کے اسی مضمون کو ہمہ اوست سے تعبیر کر دیتے ہین یہ ایک جملہ ہے مطابق محاورات روزمرہ کے جسطرح کوئی حاکم کسی فریاد خواہ سے کہے کہ تم نے پولیس مین رپٹ لکھوائی تم نے کسی وکیل سے بھی مشورہ کیا اور وہ عرض کرے کہ جناب پولیس اور وکیل سب آپ ہی ہین۔ ظاہر ہے کہ اسکا یہ ہرگز مطلب نہین ہوتا کہ حاکم اور پولیس اور وکیل سب ایک ہی ہین ان مین کچھ فرق نہین بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ پولیس اور وکیل کوئی چیز قابل شمار نہین آپ ہی صاحب اختیار ہین اسیطرح یہان سمجھ لینا چاہیے کہ ہمہ اوست کے یہ معنی نہین ہین کہ ہمہ اور اُو ایک ہین بلکہ مقصود یہ ہے کہ ہمہ کی ہستی قابل اعتبار نہین صرف (اُو) کی ہستی لائق شمار ہے اور باقی جتنے موجودات ہین ہستی تو اونکی بھی واقعی ہے مگر اونکی ہستی ہستی کامل کے سامنے محض ایک ظاہری ہستی ہے حقیقی یعنی کامل نہین دوسرا

تحقیق مسئلہ وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود

مصرعہ اسی مضمون کی تفسیر اور تمثیل ہے تفصیل اوسکی یہ ہے کہ ہر صفت مین دو مرتبے ہوتے ہین ایک کامل ایک ناقص
اور یہ قاعدہ ہے کہ کامل کے روبرو ناقص ہمیشہ کالعدم سمجھا جاتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ کسی بستی مین
ایک شخص مثلاً پانچ پارہ کا حافظ ہو اور وہ ناظرہ خوانون مین حافظ مشہور ہو اتفاق سے وہان ایک ایسا شخص
آکر رہنے لگے جو تمام قرآن کا حافظ اور ہفت قرأت کا قاری ہو ایسی حالت مین اگر کوئی اجنبی آدمی بستی
والون سے دریافت کرنے لگے کہ تمھاری بستی مین کتنے حافظ ہین تو تمام عقلا یہی جواب دینگے کہ ایک حافظ
ہین اس جواب پر اگر کوئی عامی کہنے لگے کہ میان فلانا بھی تو حافظ ہے تو مبصر یہی جواب دیگا کہ لاحول ولا
قوۃ الا باللہ بھلا اسکے سامنے وہ بھی کوئی حافظ ہے حالانکہ ایک معنی کر حافظ وہ بھی ہے مگر چونکہ ناقص ہے
اسلیے کامل کے روبرو غیر حافظ قرار دیا گیا یا کوئی ادنیٰ درجے کا حاکم اپنے اجلاس پر بیٹھا ہوا شانِ حکومت
دکھلا رہا تھا اور پندار منصب سے کسی کو خاطر مین نہین لاتا تھا کہ ناگہان بادشاہ وقت اجلاس پر بطریق
دورہ آپہونچا اوسکے دیکھتے ہی ہوش اُڑ گئے اور سب پندار و دعویٰ و نشہ و غرور ہرن ہو گیا اب جو
اپنے اختیارات کو اقتدار شاہی کے روبرو دیکھتا ہے تو اوسکا کہین نام و نشان نہین پاتا نیچے کو گرا جاتا ہے
نہ آواز نکلتی ہے نہ سر اوپر اوٹھتا ہے اوسوقت گو اسکا منصب و عہدہ معدوم نہین ہوا مگر کالمعدوم ضرور ہے
پس اسیطرح سمجھنا چاہیے کہ گو ممکنات موجود ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اونکو وجود دیا ہے موجود کیون نہوتے
مگر وجود حق کے روبرو اونکا وجود نہایت ناقص وضعیف وحقیر ہے اسلیے وجود ممکن کو وجود حق کے روبرو
گو عدم نہ کہین گے مگر کالعدم ضرور کہین گے جب یہ کالعدم ہوا تو وجود معتدبہ ایک ہی رہگیا یہی معنی ہین وحدۃ الوجود
کے کیونکہ اسکا لفظی ترجمہ ہے ایک ہونا وجود کا سو ایک ہونے کے معنی یہ ہین کہ دوسرا گو ہے سہی مگر ایسا ہی
ہے جیسا نہین ہے اسکو مبالغۃً واقرعاءً وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے شیخ سعدیؒ نے خوب ہی بیان فرمایا ہے
ے یکے قطرہ از ابر نیسان چکید * خجل شد چو پہنائے دریا بدید * کہ جائیکہ دریاست من کیستم * گر او ہست
حقا کہ من نیستم * ہمہ ہر چہ ہستند ازان کمتر اند * کہ با ہستیش نام ہستی برند * شیخ نے تصریح کر دی کہ ہست تو
سب ہین مگر اونکی ہستی ہستیِ حق کے سامنے ہستی کہنے کے قابل نہین مولٰنا نے اس مصرعہ مین اس تفسیر کو
ایک مثال مین بیان کیا ہے کہ حضرت حق کو مثل زندہ کے سمجھو اور ممکن کو مثل مُردہ کے کہ گو نعش مُردہ بھی
کسی درجے کا وجود رکھتا ہے آخر جسم تو ہے مگر زندہ کے روبرو اسکی ہستی قابلِ اعتبار نہین کیونکہ مُردے
کی ہستی ناقص ہے اور زندے کی ہستی کامل۔ کامل کے سامنے ناقص بالکل مضمحل اور ناچیز محض ہے
اس مسئلہ کو مرتبۂ تحقیق علمی مین توحید کہتے ہین جسکی تحصیل کوئی کمال نہین اور جب یہ سالک کا حال بن جاوے
تو اس مرتبے مین فنا کہلاتا ہے یہ البتہ مطلوب و مقصود ہے اور یہی حاصل وحدۃ الشہود کا ہے جسکی دلالت

اس معنی پر بہت ہی ظاہر ہے کیونکہ اسکا ترجمہ ہے ایک ہونا شہود کا یعنی واقع مین تو ہستی متعدد ہے مگر سالک کو ایک ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور سب کالعدم معلوم ہوتے ہین جیسا اوپر کی مثالون سے وضح ہوچکا ایک اور مثال سب سے واضح تر شیخ نے بیان فرمائی ہے ؎ مگر دیدہ باشی کہ در باغ و راغ ٭ بتابد بشب کرمکِ چون چراغ ٭ یکے گفتش اے مرغکِ شب فروز ٭ چہ بودت کہ بیرون نیائی بروز ٭ ببین کاتشین کرمکِ خاکزاد ٭ جواب از سرِ روشنائی چہ داد ٭ کہ من روز و شب جز بصحرا نیم ٭ ولے پیشِ خورشید پیدا نیم ٭ پس وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود مین اختلاف لفظی ہے کما قال مرشدی رح - مگر چونکہ وحدۃ الوجود کے معنی عوام مین غلط مشہور ہوگئے تھے اسلیے بعض محققین نے اسکا عنوان بدل دیا جو بہ نسبت عنوان متروک کے اس معنی مین زیادہ ظاہر ہے کیونکہ لفظ وحدۃ الوجود کی دلالت معنی مذکور پر مجازی ہے اور وحدۃ الشہود کی دلالت اوس معنی پر حقیقی ہے اور دلیل نقلی اس مسئلہ کی یہ آیت ہوسکتی ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ جیسا شارح عقائد نسفی نے تفسیر کی ہے -

چون نباشد عشق را پروائے او		او چو مرغے ماند بے پروائے او

اوپر بیان کیا ہے کہ عشق موصل قریب ہے اوسکے بعد ضمناً عشق کی مدح اور بعض اسرار کا ذکر ہونے لگا تھا اب اوسی مضمون کی طرف رجوع کرتے ہین اور تحقیق کرتے ہین کہ ہم نے جو عشق کو موصل کہا ہے اوسکی وجہ کیا ہے سو ایک ظاہری وجہ تو اوپر بیان ہوچکی ہے اس شعر کی شرح مین ؎ ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد الخ اب دوسری حقیقی وجہ بیان فرماتے ہین کہ وجہ ایصال کی یہ ہوتی ہے کہ خود معشوق کو (جسکو مبالغۃً عشق کہدیا ہے) یعنی حضرتِ حق کو اوسکے حال پر توجہ ہوجاتی ہے اور اوسکی نگرانی اور کشش فرمانے لگتے ہین ورنہ اگر اونکو اسکی پروا نہ ہو تو یہ بیچارہ تو محض عاجز و درماندہ مثل مرغ بے پر کے رہ جاوے جسکے حال پر بجز واے اور افسوس کے کچھ نہ کہا جاوے -

من چگونہ ہوش دارم پیش و پس		چون نباشد نورِ یارم ہم نفس

اسمین بیان ہے اوسی پروا و توجہ کا کہ وہ اپنے طالب کے ساتھ معیت فرماتے ہین ورنہ اگر اونکی طرف سے معیت نہ ہو جسکو ہم نفسی سے تعبیر کیا ہے تو مجکو پیش و پس کی کیا خبر رہے اور رہزنان طریقت سے جنکی شان مین لَاٰتِیَنَّھُمْ مِّنْ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ آیا ہے کیسے مامون رہ سکون -

نور او در یمن و یسر و تحت و فوق		بر سر و بر گردنم مانند طوق

اوسی معیت کا بیان ہے کہ اونکا نور عنایت و الطاف مجکو محیط ہو رہا ہے جیسا احادیث مین دعا آئی ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَنَحْوَہٗ -

عشق خواہد کین سخن بیرون رود ۔ آئینہ غماز نبود چون بود

چونکہ اوپر سے عشق ہی کا بیان چلا آتا ہے اوسکے آثار کا اوسکے بعض اسرار کا اوسکی مدح کا اوسکے افعال کا اب فرماتے ہین کہ مضامین عشق کے غیر متناہی ہین کیونکہ وہ محبوب کی باتین ہین جنکا غیر متناہی ہونا قرآن مجید مین مذکور ہے قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ اور غیر متناہی ہونیکی وجہ سے یہ قصہ دراز ہوا جاہتا ہے لیکن سامعین مین صفاے فہم نہین اسلیے تطویل کلام بیکار ہے کیونکہ بدون صفا کے اوسمین انتقاش وادراک ہی نہین ہوسکتا اسکی مثال آئینہ کی سی ہے کہ اگر صاف نہ ہو جسکو غماز سے تعبیر کیا ہے تو کیونکر اوسمین کسی شکل کا انعکاس ممکن ہے۔

آئینہ ات دانی چرا غماز نیست ۔ زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست

اوپر مضامین عشق کے بیان نہ کرنیکا یہ عذر فرمایا تھا کہ مخاطب کو صفاے فہم حاصل نہین اب اوسکی وجہ بیان فرماتے ہین تاکہ اوسکے صیقل کرنے کی رغبت پیدا ہو خلاصہ وجہ کا یہ ہوا کہ تیرے آئینۂ قلب پر زنگ تعلق ماسوی کا چڑھا ہوا ہے اسلیے صفائی مفقود ہے۔

آئینہ کز زنگ و آلایش جداست ۔ پر شعاع نورِ خورشیدِ خداست

اوپر زنگ آلودہ آئینہ کا بیان تھا یہان بے زنگ آئینہ کا بیان فرماتے ہین کہ ایسے قلب مین انوار الٰہی تابان و درخشان ہوتے ہین اور معارف و واردات اوسپر وارد ہوتے ہین۔

رو تو زنگار از رخ او پاک کن ۔ بعد ازان آن نور را ادراک کن

جب علت نور و ظلمت کی معلوم ہو گئی اب فرماتے ہین کہ تمکو چاہیے کہ قلب کو اس زنگ سے پاک و صاف کرو پھر نور الٰہی کا تمکو ادراک ہوگا **ف** یہ دیباجہ ہے اس کتاب مستطاب کا اگر غور کر کے دیکھا جاوے اسمین تمام سلوک کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے۔ کیونکہ خلاصہ تمامتر سلوک کا مبدء کا ذکر اور معاد کی فکر ہے سو آغاز کے اشعار مین اول مبدء کو یاد دلایا کہ تمھاری اصلی حالت کیا تھی اوسکے بعد اوس حالت کے دوبارہ پیدا کرنیکی ترغیب دی اور اوسکا طریقہ اجمالاً بتلایا یہی فکر معاد ہے **ف** مثنوی کے نسخے تعداد و ترتیب اشعار بالا مین مختلف ہین مگر احقر نے حضرت مرشدی علیہ الرحمۃ کی تصحیح کو ترجیح دی ہے کہ آپ کا اعلم علماے مثنوی ہونا اس زمانے مین مسلّم تھا واللّٰہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ ۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ

تمت

رونمائے مثنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گفتہ‌ام بسم اللہ والحمد و سلام
بشنو از من داستانِ غم تمام

روح انسانی جو تھی ملکوت مین
غرقِ عشق و معرفت لاہوت مین

حکمتِ حق مقتضی اِسکی ہوئی
اوسکو دے ناسوت سے وابستگی

رنگ و بو مین اس جہان کی ہوکے محو
حالِ اصلی کو کیا یک لخت سہو

اور صفاتِ روح بھی مغلوب ہو
ہووے غلبہ بس صفاتِ جسم کو

جذبۂ غیبی مگر رہبر جو ہو
پھر کرے وہ یاد اپنی اصل کو

قلب مین پیدا ہوا اوسکے اضطراب
ہووے طالب اصل کا اپنی شتاب

اور جب غالب یہ اوسپر یاد ہو
دل مین درد اور لب پہ بس فریاد ہو

نالہ و زاری مین ہووے مثل نے
جس پہ مولنا کا یہ ارشاد ہے

بشنو از نے چون حکایت میکند
وز جدائیہا شکایت می کند

عشق و عرفان و صفاتِ روح سے
فرقتین ہین چند یہ اسے نیک پے

روح ہے تشبیہ مین جب مثل نے
پس نیستان عالم ارواح ہے

اور اہلِ دل کا نالہ دل خراش
مرد و زن کا کرتا ہے دل پاش پاش

اِسلیے اپنے وطن کا دے نشان
مرد و زن کے غم کا کرتی ہے بیان

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

لیک بعضا سنگدل ایسا بھی ہے
اوس نے اوس غم کا نہین چکھا مزا

جو ہے منکر اوسکے دردِ عشق سے
نے نے کیا اچھا جواب اوسکو دیا

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق

یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے سینہ کو
تا کہ فرقت کا کرے زیادہ بیان
پھر سبب اس غم کا بتلاتی ہے نے

پارہ پارہ عشق و غم سے چاہا ہو
اسمین بھی عاشق کو لذت ہے نہان
قاعدہ اک عام جتلاتی ہے نے

ہر کسی کو دور ماند از اصلِ خویش
باز جوید روزگارِ وصلِ خویش

اور جن کو ذوق تھا کچھ عشق کا
حال سے نے کے ہوا اون پر اثر
کچھ نہ اوسکا ساتھ اون سے ہو سکا

نیک تھا وہ عشق یا مذموم تھا
تھے حقیقی سے مگر وہ بے خبر
نے نے اونکا حال یون ظاہر کیا

من بہر جمعیتے نالان شدم
جفتِ خوشحالان و بدحالان شدم
ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من
وز درونِ من نجست اسرارِ من

اہلِ ظاہر اس سے حیرت مین ہوئے
دفع کرتی ہے وہ نے اونکا خیال

ہم نہ سمجھے کیا وہ ایسی بات ہے
اور یہ توضیح دیتی ہے مثال

سرِ من از نالۂ من دور نیست
لیک چشم و گوش را آن نور نیست
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست
لیک کس را دیدِ جان دستور نیست

نالۂ عشاق کی تاثیر کا
اور جو کوئی عشق سے خالی رہا

آگے فرماتے ہین مولنا ادا
اوسکو دیتے ہین دعا یا بددعا

آتش ست این بانگِ نای و نیست باد
ہر کہ این آتش ندارد نیست باد

عشق ہے جسکا ہے عاشق مین ظہور
لیک عاشق مین عیان سوزندہ ہے

عشق ہے جسکا ہے دلبر مین غرور
اور نہان دلبر مین افروزندہ ہے

آتشِ عشق ست کاندر نے فتاد
جوششِ عشق ست کاندر مے فتاد

ہر کسی کو کیا خبر اس درد کی
ہان مگر ایسے گرفتارِ بلا

جز گرفتارِ فراقِ دلبری
پردۂ غفلت کو دیتے ہین اوٹھا

نے حریفِ ہر کہ از یارے برید
پردہایش پردہاے ما درید

اور اس غفلت کا اوٹھنا نفس کو | زہر ہے اور رُوح کو تریاق ہو
روح کو اس راہ مین لذت ہو جب | وصل مین بھی ہو زیادت کی طلب

ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید | ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید

جس جگہ کی بات کرتی ہے وہ نے | راہ وہ بے شبہ و شک پُر خون ہے
یعنی ہے وہ عاشقون کی داستان | جسکے سُننے سے ہون آنکھین خونفشان

نے حدیثِ راہِ پُر خون میکند | قصّہائے عشقِ مجنون میکند

ہوشِ عشقی سے وہی محرم ہوا | ماسوا جس نے دیا دل سے بھلا
مُدرِک و مُدرَک مین نسبت شرط جان | ہے زبان کا مُشتری جسطرح کان

محرمِ این ہوش جز بیہوش نیست | مر زبان را مشتری چون گوش نیست

یہ طلب خالی نتیجہ سے نہین | معرفت اسکا ہے پھل اے مردِ دین
ورنہ عارف جو ہین اور جو ہو چکے | بے طلب یہ کس طرح سے بن گئے

گر نبودے نالۂ نے را ثمر | نے جہان را پُر نکردے از شکر

چونکہ عاشق سیر ہوتا ہے نہین | اپنی ہر حالت پہ رہتا ہے حزین
ہے کبھی افسوس اپنی عُمر کا | اور اپنے سُوز کا گاہے گلا

در غمِ ما روزہا بیگاہ شد | روزہا با سوزہا ہمراہ شد

ہے تسلّی قلب کو دیتا کبھی | عشق کو دولت سمجھتا ہے بڑی

روزہا گر رفت گو رو باک نیست | تو بمان ای آنکہ چون تو پاک نیست

تشنگی سیری سے بڑھکر ہے یہان | ظرف و کم ظرفی کے ہین دونون فشان
اور نہو جسکو حصول اور نے طلب | زندگی اوسکی ہے سب رنج و تعب

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد | ہر کہ بے روزیست روزش دیر شد

اہلِ ظاہر جس طرح ہین بے خبر | باطنی حالات سے اُنکے بہرہ ور
اہلِ باطن ہین یون ہی ناقص کو بھی | کاملون سے ہے محض ناواقفی
اِسلیے اظہارِ سِر کیا فائدا | اور غلط فہمی کا اندیشہ جُدا

در نیابد حالِ پختہ ہیچ خام | پس سخن کوتاہ باید والسّلام

یہ حقائق سُن کے پڑتا ہے سوال | خام ہو کس طرح پختہ ذی کمال

اسلیے بتلاتے ہین اوسکا طریق	یعنی کر قطع علائق اے رفیق
بند بگسل باش آزاد اے پسر	چند باشی بندِ سیم و بندِ زر
مال و زر کو بحر کوزہ عمر کو اور قناعت کا اثر نور و بہا	فرض کر کے حرص کی کھوتے ہین خو دوسری تشبیہ مین بتلا دیا
گر بریزی بحر را در کوزۂ کوزۂ چشمِ حریصان پُر نشد	چند گنجد قسمتِ یک روزۂ تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد
ان علائق سے جو طبعی میل ہے اسلیے بتلاتے ہین اوسکی سبیل	قطع اونکا بھی نہین آسان شے یعنی پیدا دل مین کر عشقِ جلیل
ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد	اُو ز حرص و عیبِ کُلّی پاک شد
جب زبان پہ نام آیا عشق کا	جوش مین کرنے لگے اوسکی ثنا
شاد باش ای عشق خوش سودائے ما اے دوائے نخوت و ناموسِ ما جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد عشق جانِ طور آمد عاشقا	اے طبیبِ جملہ علتہائے ما اے تو افلاطون و جالینوس ما کوہ در رقص آمد و چالاک شد طور مست و خرّ موسیٰ صعقا
مقتضا جوشِ بیان کا یہ ہوا اور اخیر اوسکا ہے توحید و فنا کیونکہ وہ قابل نہین اک حال ہے یا تو قائل کرین تکفیر صاف اور شریعت ہے نظامِ انس و جان اور اہلِ ذوق تھے کم اس لیے	کہدین سب اسرارِ عشقی بر ملا جسکے ہو اظہار سے فتنہ بپا عامی و بے ذوق کیا سمجھین اُوسے یا کہ ہو وین خود شریعت کے خلاف یہ نہو ویران ہو سارا جہان کرکے اخفا عذر اوسکا کر گئے
با لبِ دمساز خود گر جفتمے ہر کہ او از ہم زبانے شد جدا چونکہ گل رفت و گلستان در گذشت سرِ پنہان ست اندر زیر و بم آنچہ نے میگوید اندر این دو باب	ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے بے نوا شد گرچہ دارد صد نوا نشنوی زان پس ز بلبل سر گذشت فاش گر گویم جہان برہم زنم گر بگویم من جہان گردد خراب

گرچہ یہ سِرّ عام سے اخفا کیا — لیک خاصون کے لیے ایما کیا

جملہ معشوق ست و عاشق پردۂ — زندہ معشوق ست و عاشق مُردۂ

کرکے ظاہر عشق کے آثار کو — اور چُھپا کر عشق کے اسرار کو
لکھتے ہین کیون عشق مُوصل ہوگیا — حضرتِ حق نے کشش فرما لیا
اور معیت سے مدد ہر وقت کی — نفس و شیطان سے رہائی اُسنے دی
ورنہ کیا طاقت ہے اس بیچارے کی — حضرتِ حق تک اگر ہو پہنچے کبھی

چون نباشد عشق را پروائے او — او چو مُرغے ماند بے پروائے او
من چگونہ ہوش دارم پیش و پس — چون نباشد نورِ یارم ہم نفس
نور او در یمن و یسر و تحت و فوق — بر سر و بر گردنم مانندِ طوق

پھر جو آیا تذکرہ بس عشق کا — جوشِ کشفِ راز پھر تازہ ہوا
لیک سامع مین نہ دیکھی اہلیت — ہوگئے خاموش کرکے معذرت

عشق خواہد کین سخن بیرون رود — آئینہ غماز نبود چون بود

سُن کے یہ تنبیہ سامع کو ہوئی — علتِ ظلمت کی سُوجھ اوسکو لگی
علتِ ظلمت کو بتلا کر اوسے — مشورہ دیتے ہین صیقل کے لیے

آئینہ ات دانی چرا غماز نیست — زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
آئنہ کز زنگ و آلایش جداست — پُر شعاعِ نورِ خورشیدِ خداست
رو تو زنگار از رخِ او پاک کن — بعد ازان آن نور را ادراک کن

آگے بتلاتے ہین صیقل کا طریق — ضمن مین اک داستان کے اے شفیق
روح ہے وہ بادشاہِ باجلال — نفس کو سمجھو کنیزِ باجمال
اور دنیا ہے وہ زرگر اہلِ مال — شیخ کامل ہے طبیبِ باکمال
روح تو عاشق ہوئی ہے نفس کی — نفس کو ہے عشقِ دنیاے دنی
شیخ کامل مختلف اطوار سے — حبِّ دنیا نفس سے باہر کرے
بس مطیعِ روح وہ اوس وقت ہو — کام سب بنجائین اُوس سے مو بمو
یہ خلاصہ ہیگا ان اشعار کا — آگے اِسکے ربط سے جا تو چلا
مثنوی رومی تصوف کی ہے جان — مثنوی کی جان یہ اشعار جان

کیونکہ شعبے ہیں تصوف کے چہار — دو حقائق اور سلوک اندر شمار
تیسرا جو تھا ہے اخلاق و سیر — سب ہیں ان اشعار میں کر لے نظر
ہے حقائق سے تو آغاز کلام — ہے سلوک اس قلب کا صیقل مدام
حب دنیا قطع کرنا خلق ہے — یہ حکایت ہے سیر اسے نیک پے
رونمائے مثنوی گشتہ تمام — لائق فہم خواص و ہم عوام

تتمہ

اس مختصر فہرست کو بھی ایک نظر ملاحظہ فرمائیے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قرآن شریف رزاقی نقل نظامی خوش خط نہایت صحیح کاغذ رسمی۔	۴ ؏	رسالہ درد غمناک نالۂ امداد غریب فیصلہ ہفت مسئلہ ارشاد مرشد جہاد اکبر ضیاء القلوب رسالہ وحدۃ الوجود۔		ایضاً کاغذ نمبر دوم	۳/	فوائد مذکور ہیں	۲/
ایضاً کاغذ گندہ	۱۲ ؏	**تصنیفات جناب مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی خلیفہ نامی جناب حاجی صاحب موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ**		اوراد رحمانی اسمین اوراد اور طرح طرح کی احادیث اور انکے نکات کا بیان ہے	۲/	**حقوق الاسلام** اسمین تمام اسلامی حقوق مذکور ہیں بچوں کے درس میں داخل کرنیکے لائق ہے	۸/
ہفتی یعنی سات پارہ ایک ساتھ الم سے وادا اسمعوا تک نہایت صحیح	۸/	**مناجات مقبول مع قربات عند اللہ صلوات الرسول** یہ کتاب ہر طرح کی دعاؤں کی جامع ہے ابھی حال میں تصنیف ہوئی ہے اسمین کل سات منزلیں ہیں ہر روز ایک منزل کے پڑھ لینے سے جو برکات و فیوضات حاصل ہونگے انکو خود معلوم کر لوگے قیمت کاغذ نمبر اول	۵/	**اصلاح ترجمہ دہلویہ** مرتبہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی سے قرآن مجید کے ترجمہ میں بمقتضائے بشریت اور بوجہ عدم مزاولت دینیات کے جو اصولی اور فقہی وغیرہ وغیرہ سہو القلمیاں ہو گئی ہیں اون سب کی اصلاح اس رسالہ میں بغیر کسی نفسانیت کے حسبۃً للہ کر دی گئی ہے اسکا دیکھنا اور سمجھ لینا ضروری ہے	۲/	**علاج القحط والوباء** اسمین قحط اور ہر قسم کی وبا طاعون وغیرہ کے دفع ہونیکی روحانی اور حقیقی تدبیریں مذکور ہیں — چند خوانی حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں را ہم بخوان خریدو اور عمل کرو	۱/
مظاہر حق مشکوٰۃ شریف کی اردو شرح اور ترجمہ	خط			**اصلاح الخیال** اسمین نئی روشنی والوں کے خیالات کی اصلاح اور طرح طرح کے		**خاتمہ بالخیر** ایسا کون مسلمان ہوگا جسکو اپنی خاتمہ بالخیر ہونیکی فکر نہو اس رسالہ کے آخر میں چند امور اسی کے متعلق مذکور ہیں	
کلیات امدادیہ اسمین قطب عالم حضرت اقدس حاجی شاہ امداد اللہ صاحب قدس اللہ سرہ کے رسائل ذیل کو جمع کر دیا گیا ہے کیونکہ شائقین کو مختلف مقامات سے علیحدہ علیحدہ طلب کرنے میں بڑی دقت ہوتی تھی مثنوی تحفۂ عشاق نغمۂ سرمد گلزار معرفت							

نام کتاب

اور اول مین مولوی محمد
اشرف صاحب وکیل کانپوری
کے بعض شبہات کے جواب ہین
تعلیم الطالب در رسالہ
ہر ایک شخص کے دستور العمل بنانیکے
لائق ہے اور بچونکے درس مین
داخل ہونیکے قابل
حفظ الایمان ایمان کی
پورے طور سے حفاظت منظور
ہو تو اسپر ضرور عمل کرو
تحقیق تعلیم انگریزی
اسکے نام ہی سے اسکے
مضامین کا سراغ لگ سکتے ہین
حق السماع جاہل و نادان
لوگون نے مسئلہ سماع
(قوالی وغیرہ سننے) مین
جو جو زیادتیان کردی ہین
اور سب کی اصلاح اور تحقیق حق
اکابر کے کلام سے اس رسالہ
مین حسبۃً للہ اور بپاس شرع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
واصحابہ واتباعہ وسلم کے کردی گئی
ہے زہد و ورع کوش
وصدق وصفا ولیکن میفزای
بر مصطفٰی خریدو اور عمل کرو
اور شیطان پر لاحول پڑھو
اصلاح الرسوم اگر اسکو

نرخ — نام کتاب

منصف مزاج آدمی اپنی نجی کو
بالائے طاق رکھکر اور خالی الذہن
ہو کر دیکھے گا تو انشاء اللہ — ۱ر
تعالیٰ دینی اور دنیوی ہر طرح
کی نقصانات سے نجات پاکر
دونون جہان کی توانگری
حاصل کریگا اسکے مطابق عمل — ۱ر
کرکے ہمارے دعوی کی تصدیق
کرلو ہاتھ کنگن کو آرسی
کیا ہے۔ بوجہ اضافہ مضامین — ۔ر
کے مطبوعہ بار ثانی کی قیمت
مین بھی اضافہ ہوگیا ہے یعنی
اور مطبوعہ سابق کے وہی — ۔ر
مکتوبات امدادیہ اسمین
حضرت حاجی صاحب کے والا
نامجات کو جمع فرمادیا ہے
کرامات امدادیہ
اس مین حضرت حاجی
صاحب کے کرامات مذکور
ہین جلد خریدو چند نسخہ
باقی رہگئے ہین
مثنوی زیر و بم فن
تصوف مین بزبان فارسی
سہل کیا ہی عمدہ مثنوی ہے
اسکے بھی چند نسخہ باقی ہین
صفائی معاملات — ۱۔ر
مع اضافہ مضامین مطبوعہ کانپور

نرخ — نام کتاب

ایضاً مطبوعہ ساڈھورہ
سبق الغایات فی
نسق الآیات
یہ کتاب عربی طلبہ کے لیے
بہت بکار آمد ہے طلبہ
کیون غافل ہین
اعمال قرآنی کاغذ سفید
ایضاً کاغذ بادامی رسمی
تجوید القرآن مع
یادگار حق القرآن
مطبوعہ کانپور
تعلیم الدین کاغذ رسمی — ۴ر
ایضاً کاغذ چکنا — ۳ر
فروع الایمان تقطیع
کلان کاغذ سفید گندہ
ایضاً کاغذ رسمی تقطیع خُرد — ۲ر
جزاء الاعمال مطبوعہ کانپور
ایضاً مطبوعہ ساڈھورہ
الاکسیر فی اثبات التقدیر
مطبوعہ کانپور اسمین تقدیر
اور تدبیر کے متعلق کل مشکلات — ۴ر
کو حل فرمادیا ہے
الخطب الماثورہ مطبوعہ
کانپور اسمین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام — ۴ر
کے تمام خطبونکو جمع فرمادیا ہے
اسوجہ سے یہ خطب تمام خطبونسے — ۲ر

نرخ — نام کتاب

بڑھکر ہے — ۱ر
انوار الوجود وحدۃ ا[illegible]
کے بیان مین اسکے بہت [illegible]
نسخہ رہگئے ہین
تکمیل الیقین اسکی
اسکے نام ہی سے ظاہر — ۹ر
بہت بڑی ور[illegible] عمدہ — ۔ر
کتاب ہے زیر طبع ہے — ۔ر
کلید مثنوی مولانا رومی
قدس اللہ سرہ کی مثنوی کی
عجیب و غریب تمام ضروریات کے — ۱ر
حاوی شرح حضرت مولانا محمد — ۶ر
اشرف علی صاحب مدظلہم العالی — ۷ر
لکھ رہے ہین جسکے دیباچہ کی
شرح طبع ہوکر ہدیہ ناظرین ہے — ۳ر
باقی آیندہ طبع ہوگی — ۲ر
توفیر الخیرات در ترغیب زکوٰۃ — ۲ر
والصدقات مع تذکیر — ۱۔ر
قربانی در بیان قربانی کے
عمدہ اور چکنے کاغذ پر چھپی
ہوئی ہمارے پاس موجود ہے
اسمین علاوہ اور مضامین کے — ۸ر
ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام
کا سچا قصہ بھی قرآن اور
حدیث سے مذکور ہے یہ دونو
رسالہ قابل دید ہین بہت کم
نسخہ باقی رہگئے ہین